سورة الانبياء

آيات ۸۰ - ۹۳

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً
تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ
يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۙ﴿۸۲﴾ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ
اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۚ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ
عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۚ﴿۸۵﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ
رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي
الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖۗ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ
وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِيَّاۤ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۚ﴿۸۹﴾
فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۫ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا
وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَالَّتِيْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَاۤ اٰيَةً
لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖؗ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ؕ كُلٌّ
اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۧ﴿۹۳﴾

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآء

آیات 112

مکیة

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ

تمام انبیاء کی دعوت کا محور توحید اور دین کی دعوت واقامت ہے؛ نجات اسی میں ہے، رسول اللہ ﷺ کی بعثت پوری انسانیت کے لیے رحمت ہے۔ جو اس دعوت کو رد کریں گے وہ خسارے میں رہیں گے، جبکہ زمین کی وراثت صالحین کو ملے گی۔

قریش کو انذار و تنبیہ - توحید کے دلائل اور انکارِ رسالت پر وعید

آیات 1-47

آیات 1 تا 15
قریش کے لیے اتمامِ حجت: انذار مکذبین کو یاد دہانی- تاریخ عالم کا حوالہ

آیات 16 تا 29
کائنات کی حقیقت اور انجام: توحید کا اثبات اور شرک کی تردید

آیات 30 تا 41
کائنات کی نشانیوں سے استدلال اور کفار کے اعتراضات کا جواب

آیات 42 تا 47
دعوتِ حق کا غلبہ اور منکرین کو انجام کی تنبیہ

تاریخ نبوت اور کارِ نبوت

آیات 48-91

آیات 48 تا 50
موسیٰؑ وہارونؑ کا ذکر- قرآن و تورات کی مشترکہ دعوتِ توحید

آیات 51 تا 73
ابراہیم علیہ السلام کی توحیدی خدمات—عقیدۂ توحید

آیات 74 تا 77
لوطؑ اور نوحؑ کی نجات مجرمین کی ہلاکت

آیات 78 تا 86
صابر و شاکر انبیاء کی مثالیں اہل ایمان کی حوصلہ افزائی

آیات 87 تا 90
خدا کی قدرت و حکمت کے مظاہرے -یونس، زکریا، یحییٰ، ۹۱ علیہم السلام کا حوالہ

آیات 91
اللہ کی قدرت کی نشانی: حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ

اختتامیہ -دعوتِ انبیا کا تسلسل اور آخری فیصلے کی تنبیہ

آیات 92 -112

آیات 92 تا 95
تمام انبیاء کی ایک ہی ملت کی طرف دعوت، توحید کی ملت— پھر لوگوں کا اختلاف

آیات 96 تا 106
قربِ قیامت کی تنبیہ
اہل شرک کا انجام
اہل ایمان و توحید کا انجام

آیات 107 تا 112
آپ ﷺ رحمت اللعالمین اور آپؐ پر ایمان لانے کی دعوت
مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہوگا

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ

وَعَلَّمْنٰهُ - اور ہم نے سکھائی اسے

صَنْعَةَ لَبُوْسٍ - کاریگری لباس (زرہیں) بنانے کی

عَلَّمَ يُعَلِّمُ ، تَعْلِيْمًا : تعلیم دینا، سکھانا (II)

لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ - تاکہ وہ (لباس) بچائے تمہیں

صَنْعَة : کاریگری، بنانا، اچھا کام کرنا

لَبُوس : پہننے کی چیز۔لباس
یہاں زرہ مراد ہے

مِّنْۢ بَاْسِكُمْ - تمہاری لڑائی (کی تکلیف) سے

اَحْصَنَ يُحْصِنُ ، اِحْصَانًا : محفوظ رکھنا، بچانا (IV)

بَأْس : لڑائی، آفت، جنگ

فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ - تو کیا تم شکر کرنے والے ہو

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ - اور سلیمان کے لیے ہوا کو (مسخر کر دیا

اَلرِّيْح : ہوا

عَاصِفَةً - تیز و تند ہوتے ہوئے

عَصَفَ يَعْصِفُ ، عَصْفًا : تیز ہوا کا چلنا...

عَاصِفَة : تیز چلنے والی، آندھی

تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ - وہ چلتی تھی اس کے حکم سے

جَرٰى يَجْرِيْ ، جَرْيًا وَ جَرَيَانًا : چلنا

الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْهَا ؕ وَ كُنَّا بِكُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَ مِنَ الشَّیٰطِیْنِ مَنْ یَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَ یَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَ كُنَّا لَهُمْ حٰفِظِیْنَ ﴿۸۲﴾

الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْهَا - (اس) زمین کی طرف جو (کہ) ہم نے برکت کی جس میں

بَارَكَ يُبَارِكُ : برکت دینا

وَ كُنَّا بِكُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ - ہم تھے ہر چیز کو (خوب) جاننے والے۔

وَ مِنَ الشَّیٰطِیْنِ - اور شیطانوں میں سے (بھی ہم نے مسخر کر دیے)

یہاں " شیاطین " سے جِن مراد ہیں (سرکش جنات)، کیونکہ لفظ شیطان ہر سرکش اور متمرد کے لیے
استعمال ہوتا ہے چاہے وہ انسان ہو، جانور ہو یا جن۔ (الشَّيْطَانُ كُلُّ مَتَمَرِّدٍ بَعِيدٍ عَنِ الخَيْرِ)
شیطان کا اطلاق صفت (تمرد و سرکشی) کی بنا پر ہوتا ہے۔ (ابلیس کو بھی انہی معنی میں شیطان کہا جاتا ہے)

مَنْ یَّغُوْصُوْنَ لَهٗ - جو غوطہ لگاتے تھے اس کے لیے

غَاصَ يَغُوْصُ ، غَوْصًا : غوطہ لگانا

اردو میں : غواص

وَ یَعْمَلُوْنَ عَمَلًا - اور (دوسرے) کام بھی کرتے تھے

دُوْنَ ذٰلِكَ - اس کے علاوہ

وَ كُنَّا لَهُمْ حٰفِظِیْنَ - اور ہم تھے ان کی نگہبانی کرنے والے

حٰفِظِیْنَ : حَافِظٌ کی جمع (نگہبانی کرنے والے)

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ
وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۙ﴿۸۲﴾

داؤدؑ کے ساتھ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخّر کر دیا تھا جو تسبیح کرتے تھے، اِس فعل کے کرنے والے ہم ہی تھے، اور ہم نے اُس کو تمہارے فائدے کے لیے زرہ بنانے کی صنعت سکھا دی تھی، تاکہ تم کو ایک دُوسرے کی مار سے بچائے، پھر کیا تم شکر گزار ہو؟

We made the mountains, and the birds celebrate the praise of Allah with David. It was We Who did all this. It was We Who taught him the art of making coats of mail for your benefit so that it may protect you from each other's violence. Do you, then, give thanks?

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝٨٠

داؤد علیہ السلام -رات کا راہب اور دن کا شہسوار (بِاللَّيْلِ رُهْبَانٌ وَبِالنَّهَارِ فُرْسَانٌ - (Monks by night and knight by day

- داؤد علیہ السلام کی دو خصوصیات کا ذکر گذشتہ آیات میں ہو چکا جو آپ کو اللہ کی طرف سے عنایت ہوئیں (علم و حکم اور تسخیرِ جبال و طیور)۔اب یہاں تیسری خصوصیت کا ذکر ہو رہا ہے، اور وہ ہے لوہے سے زرہ (Armor /Plate armor) بنانے کا۔
- اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے لوہا نرم کر دیا تھا یعنی وہ لوہے کو پگھلائے بغیر ہاتھ سے موڑ دیا کرتے تھے (وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ (10) أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ، اور ہم نے لوہے کو اس کے لیے نرم کر دیا (اور اس کو ہدایت کی) کہ پوری پوری زرہیں بنا اور ٹھیک اندازے سے کڑیاں جوڑ " سورۃ سبا)
- اللہ تعالیٰ انہیں جنگ کے حملوں سے حفاظت کے لیے ایک خاص لباس بنانے کی تعلیم دی یعنی زرہ سازی کا فن۔
- مورخین کے مطابق، حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ تقریباً 1000-970 ق م کے درمیان کا ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے جب لوہے کا دور مشرقِ قریب (Canaan / Palestine) میں اپنے عروج پر تھا۔ (یعنی آج سے تقریباً 3000 سال پہلے)۔
- حضرت داؤد علیہ السلام کی اِس اور اِس جیسی دوسری جنگی ایجادات کی بدولت وہ دنیا کی سب سے بڑی فوجی طاقت کے مالک تھے۔آپ بیک وقت ایک درویش، ایک مجاہد اور ایک بادشاہ تھے۔ایک طرف آپ کی پرسوز دعاؤں اور مناجاتوں سے پہاڑوں کا دل موم ہوتا، دوسری طرف ان کی جنگی ایجادات اور ان کی فوجی یلغاروں سے دشمنوں پر لرزہ طاری رہتا۔
- حکمت، نبوت، حکومت اور قوت (دین و دنیا سب کچھ پا کر) حضرت داؤد کے فقر و درویشی کا یہ حال تھا کہ وہ اللہ کے انتہائی شکر گذار بندے تھے ۔اس پر سوال کیا گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کر شکر ادا کرنے کی کوشش کروگے۔

وَلِسُلَيۡمٰنَ الرِّيۡحَ عَاصِفَةً تَجۡرِىۡ بِاَمۡرِهٖۤ اِلَى الۡاَرۡضِ الَّتِىۡ بٰرَكۡنَا فِيۡهَا ‌ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَىۡءٍ عٰلِمِيۡنَ ﴿۸۱﴾

حضرت سلیمان (علیہ السلام) پر انعامات

- داؤد علیہ السلام پر انعامات کے ذکر کے بعد ان انعامات کا ذکر کیا جارہا ہے جو حضرت سلیمان (علیہ السلام) پر کیے گئے
- ان پر پہلا انعام یہ ہوا کہ ہوا کو آپؑ کے تابع فرمان کر دیا گیا، سورۃ ص میں اس کی تفصیل ہے کہ " پس ہم نے اس کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا جو اس کے حکم سے بسہولت چلتی تھی، جدھر وہ جانا چاہتا"۔ سورۃ سبا میں اس کی مزید وضاحت ہے " اور سلیمان کے لیے ہم نے ہوا کو مسخر کر دیا تھا، ایک مہینے کی راہ تک اس کا چلنا صبح کو اور ایک مہینے کی راہ تک اس کا چلنا شام کو"
- ہواؤں کی تسخیر سے مراد بحری جہاز رانی ہے جو کی دراصل ایک نہایت عمیق سیاسی، معاشی اور عسکری مفہوم رکھتا ہے، جو محض ایک معجزہ نہیں بلکہ الٰہی حکمت کے ساتھ دیا گیا ایک عملی وسیلہ تھا جس کے ذریعے ان کی سلطنت کو غیر معمولی وسعت، تنظیم اور عالمی رسائی حاصل ہوئی۔
- ہوا کو اللہ تعالیٰ نے سلیمانؑ کے لیے مسخر کر دیا یعنی وہ ان کے حکم پر چلتی، ان کے امورِ سلطنت میں مددگار بنتی، اور طبیعی قوانین اُن کے اختیار کے تابع ہو گئے تھے۔ چنانچہ اُن کے بحری بیڑے ہر سمت میں موافق باد کے ساتھ رواں رہتے؛ جب اور جدھر وہ چاہتے، ہوا اُسی سمت اُن کے جہازوں کو لے جاتی —— یہی ان کی سمندری تجارت و طاقت کا راز تھا۔
- قدیم زمانہ میں سمندری سفر میں اس وقت انقلاب آیا جب کہ انسان نے بادبانی جہاز بنانے کا طریقہ دریافت کیا۔ یہ بادبان گویا ہواؤں کو مسخر کرنے کا ذریعہ تھے اور اس زمانہ کے جہازوں کے لیے انجن کا کام کرتے تھے۔ بادبانی جہازوں کی ایجاد نے سمندروں کو زیادہ بڑے پیمانے پر نقل و حمل کے لیے قابل استعمال بنا دیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بحری جہاز رانی کی سائنس بھی غالباً انسان کو پیغمبروں کے ذریعہ سکھائی گئی۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۝۸۱

- حضرت سلیمانؑ کی سلطنت ایک وسیع جغرافیائی رقبے پر پھیلی ہوئی تھی-شام، فلسطین، عرب اور مشرقِ افریقہ تک۔
- ہوا کی تسخیر کا مطلب تھا کہ وہ ایک ہی دن میں سینکڑوں میل کے فاصلے پر موجود اپنے گورنروں، فوجی کمانڈروں اور بندرگاہوں تک رسائی حاصل کر سکتے تھے۔ یہ اُس زمانے میں ناقابلِ تصور انتظامی کنٹرول (centralized governance) تھا (انتظامی اور سیاسی رسائی)
- قرآن سے اور تاریخ دونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلیمانؑ کی سلطنت کے پاس بڑے تجارتی بحری بیڑے (fleets) تھے، جو ایک طرف بحر احمر (Red Sea) سے یمن، حبشہ اور ہندوستان تک جاتے تھے،اور دوسری طرف بحر روم (Mediterranean) کے ساحلی شہروں سے مغرب تک۔
- ہوا کے تابع ہونے کا مطلب تھا کہ بادِ مخالف (adverse wind) ان کے جہازوں کو نہیں روکتی تھی۔ اور تجارتی راستے ہمیشہ سازگار رہتے، ان کے دور میں بحری سفر تیز، محفوظ، اور قابلِ اعتماد بن گیا، جس کی بدولت انہوں نے بین الاقوامی تجارتی نیٹ ورک قائم کیا، جو اُس زمانے کے لیے تقریباً Global Trade Empire کی حیثیت رکھتا تھا۔ (تجارت اور بحری طاقت)
- ہوا کی موافقت سے ان کی فوجی نقل و حرکت میں تیزی اور دشمن پر اچانک برتری حاصل ہونا ممکن ہو گیا گویا وہ وقت اور فاصلہ دونوں کو قابو میں لانے والی قوت بن گئے۔ جس کی وجہ سے ان کی دفاعی اور عسکری حیثیت انتہائی مضبوط ہوئی۔ (جنگی مہمات اور عسکری طاقت)
- قرآن ان نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے ساتھ ہی یہ یاد دہانی کراتا ہے کہ یہ سب کچھ انعامِ الٰہی تھا، نہ کہ ذاتی اختیار یا جادو
- طاقت، ٹیکنالوجی، اور قدرت کی تسخیر جب شکر اور بندگی کے ساتھ ہو تو نعمت، اور جب غرور اور استکبار کے ساتھ ہو تو فتنہ و تباہی

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۚۖ ﴿٨٣﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿٨٤﴾

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ - اور (یاد کرو) ایوبؑ کو جب اس نے پکارا اپنے رب کو — نَادٰى يُنَادِىْ ، مُنَادَاةٌ: پکارنا (III)

اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ - بیشک پہنچی ہے مجھے تکلیف — مَسَّ يَمُسُّ ، مَسًّا : چھونا، پہنچنا — اَلضُّرّ: برائی، سختی، تکلیف

وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ - اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے رحم کرنے والوں میں — اَرْحَم : سب سے زیادہ رحم کرنے والا

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ - تو ہم نے دعا قبول کرلی اس کی — اِسْتَجَابَ يَسْتَجِيْبُ ، اِسْتِجَابَةٌ : دعا قبول کرنا (X)

فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ - پس ہم نے دور کردی جو اس کو تکلیف تھی — كَشَفَ يَكْشِفُ ، كَشْفًا : دور کرنا

وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ - اور ہم نے دیے اسے اس کے گھر والے — اٰتٰى يُؤْتِىْ ، اِيْتَآءٌ : دینا، عطا کرنا

وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ - اور ان کی مثل (اور لوگ بھی) ان کے ساتھ — مِثْل : مثل، مانند

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا - بطور رحمت کے اپنے پاس سے

وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ - اور (یہ) نصیحت ہے عبادت کرنیوالوں کے لیے — ذِكْرٰى : نصیحت، ذکر

وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝٨٣ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ
مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ ذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝٨٤

اور یہی (ہوش مندی اور حکم و علم کی نعمت) ہم نے ایّوبؑ کو دی تھی یاد کرو، جبکہ اس نے اپنے
رب کو پکارا کہ "مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو ارحم الراحمین ہے"
ہم نے اس کی دُعا قبول کی اور جو تکلیف اُسے تھی اس کو دُور کر دیا، اور صرف اس کے اہل و عیال
ہی اس کو نہیں دیے بلکہ ان کے ساتھ اتنے ہی اور بھی دیے، اپنی خاص رحمت کے طور پر، اور
اس لیے کہ یہ ایک سبق ہو عبادت گزاروں کے لیے

We bestowed (the same wisdom, judgement and knowledge) upon Job. Recall, when he cried to his Lord: "Behold, disease has struck me and You are the Most Merciful of those that are merciful."

We accepted his prayer and removed the affliction from him, and We not only restored to him his family but as many more with them as a mercy from Us and as a lesson to the worshippers.

محمد اقبال

وَ اَیُّوۡبَ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗۤ اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿۸۳﴾ فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ فَکَشَفۡنَا مَا بِہٖ مِنۡ ضُرٍّ وَّ اٰتَیۡنٰہُ اَہۡلَہٗ وَ مِثۡلَہُمۡ مَّعَہُمۡ رَحۡمَۃً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَ ذِکۡرٰی لِلۡعٰبِدِیۡنَ ﴿۸۴﴾

صبر کے حوالے سے حضرت ایوب (علیہ السلام) کا اسوہ

- شکر کی دو اعلیٰ مثالیں پیش کرنے کے بعد اب ان انبیائے کرام کا ذکر آ رہا ہے جنھوں نے صبر کی نہایت اعلیٰ مثالیں قائم کی ہیں
- اس سلسلہ میں سب سے پہلے حضرت ایوب کا ذکر فرمایا ہے - حضرت ایوبؑ کی شخصیت، زمانہ اور قوم کے بارے میں قدیم و جدید محققین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ کچھ انہیں بنی اسرائیل کا، بعض مصری اور کچھ عرب النسل قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح ان کے زمانے کے بارے میں بھی مختلف آرا ہیں، کوئی انہیں حضرت موسیٰؑ سے پہلے، کوئی حضرت داؤدؑ و سلیمانؑ کے عہد کا، اور کوئی ان سے بھی بعد کا سمجھتا ہے۔
- ن تمام آرا کی بنیاد دراصل سِفرِ ایوب یا کتاب ایوب پر ہے جو بائبل کے عہدِ عتیق میں شامل ہے۔ اسی کی زبان اور طرزِ بیان سے مختلف قیاسات قائم کیے گئے، نہ کہ کسی معتبر تاریخی شہادت سے۔ تاہم یہ کتاب خود تضادات رکھتی ہے، اور اس کا بیان قرآنِ مجید کے بیان سے اس قدر مختلف ہے کہ دونوں کو بیک وقت صحیح نہیں مانا جا سکتا، اس لیے اس پر اعتماد ممکن نہیں۔
- نسبتاً معتبر شہادت نبی یسعیاہ اور نبی حزقی ایل کے صحیفے ہیں، جن میں حضرت ایوبؑ کا ذکر موجود ہے۔ چونکہ یسعیاہ آٹھویں صدی اور حزقی ایل چھٹی صدی قبلِ مسیح میں گزرے، اس سے ظاہر ہے کہ حضرت ایوبؑ کم از کم نویں صدی قبلِ مسیح کے بزرگ تھے
- سورۃ النساء (آیت 163) اور سورۃ الانعام (آیت 84) سے اشارہ ملتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے تھے، البتہ وہب بن منبہ کا یہ قول بھی قابلِ قبول ہے کہ وہ حضرت اسحاقؑ کے بیٹے عیسو کی نسل سے تھے۔

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝

- اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مختلف آزمائشوں میں مبتلا کرتا ہے، پھر جو لوگ ان آزمائشوں میں سرخرو ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں مختلف مدارج سے نوازتا ہے اور ان کی ذات اور ان کے کردار کو آنے والی دنیا کے لیے نمونہ بنا دیتا ہے

- حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کی مثال دی گئی کہ اللہ نے انہیں اقتدار اور دولت دی، مگر انہوں نے غرور کے بجائے شکر، عدل اور عبادت کا راستہ اپنایا۔ وہ تخت پر بیٹھے مگر دل سے درویش رہے؛ اپنی طاقت و دولت کو عدلِ الٰہی اور جہادِ فی سبیل اللہ کے لیے وقف کیا۔ یوں اللہ نے انہیں شاکر و صالح حکمرانوں کی علامت بنا کر ہمیشہ کے لیے انسانیت کے لیے مثال قرار دیا۔

- اب یہاں ایک دوسرے کردار اور نمونے کا (ایوب علیہ السلام کا) ذکر جسے اللہ تعالیٰ نے پہلے نعمتیں دے کر آزمایا اور پھر تکالیف میں مبتلا کر کے آزمایا— صبر کا نمونہ اور مثال۔ (انسانی زندگی کے دو ہی اہم عنوان ہیں، صبر اور شکر— دونوں کی مثال یہاں)

- حضرت ایوبؑ ایک نیک، شکر گزار اور انتہائی مالدار انسان تھے جنہیں بڑی دولت، اولاد اور عزت عطا ہوئی تھی، مگر شیطان نے ان کی عبادت اور شکر پر طعن کیا کہ یہ نعمتوں کی وجہ سے ہے۔ اللہ نے انہیں سخت آزمائش میں ڈالا- مال و اولاد چھن گئے، جسم بیماریوں سے بھر گیا، مگر ایوبؑ صبر و رضا میں قائم رہے، شکایت کا ایک لفظ زبان پر نہ لائے۔ وہ کہتے رہے: خدا نے دیا اور خدا نے لے لیا، اسی کے نام کے لیے حمد و برکت ہے۔

- نا قابل برداشت تکلیف اور ناگفتہ بہ محرومی کی حالت میں بھی حرف شکایت تو زبان پر نہ لائے، نہ کسی کے سامنے دست سوال دراز کیا۔ اپنے اللہ سے ہی فریاد کی کہ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ کہ مجھے سخت تکلیف نے چھویا ہے یعنی میں مبتلائے آزار ہوں اور تو ارحم الراحمین ہے۔ **دعا کی بلاغت** ← اپنے دکھ درد کا حوالہ تو دیا لیکن حرف مدعا زبان پر نہیں لائے، اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت پر چھوڑ دیا۔ چنانچہ اس دعا کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ کھل گیا۔ تمام تکالیف بھی دور فرمادیں جن میں وہ مبتلا تھے اور ان کے اہل و عیال اور ان کے خدم و حشم بھی از سر نو عطا فرمائے۔ حسن و شباب، اجڑا ہوا گھر آباد ہ، اور مال و دولت واپس مل گیا

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَاالْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِىْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَذَاالنُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَ ذَاالْكِفْلِ - اور (یاد کیجئے) اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو

ذَاالْكِفْلِ: صاحب نصیب (اخلاقی بزرگی اور ثوابِ آخرت کے لحاظ سے)

كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ - یہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے

وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِىْ رَحْمَتِنَا - اور ہم نے داخل کیا انہیں اپنی رحمت میں

اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ - یقیناً وہ نیک لوگوں میں سے تھے

وَ ذَاالنُّوْنِ - اور (یاد کیجئے) مچھلی والے (یونسؑ) کو

ذَا: والا

اَلنُّوْن : مچھلی

ذَهَبَ يَذْهَبُ ، ذَهَابًا : جانا، چلے جانا

اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا - جب وہ چلا گیا ناراض ہو کر

(غ ض ب) غَاضَبَ يُغَاضِبُ ، مُغَاضَبَةً: ناراضگی کا اظہار کرنا (III)

فَظَنَّ اَنْ - پس اس نے سمجھا کہ

ظَنَّ يَظُنُّ ، ظَنًّا: گمان کرنا، خیال کرنا، قیاس کرنا

لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ - ہر گز نہیں ہم تنگی (گرفت) کریں گے اس پر

قَدَرَ يَقْدِرُ ، قَدْرًا: تنگی کرنا، پابندی لگانا

فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ - تو اس نے پکارا اندھیروں میں

ظُلُمٰت: ظُلْمَةٌ کی جمع (اندھیرے)

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ﴿٨٧﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُــْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۚ﴿٨٩﴾

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ - (کہ) کوئی معبود نہیں تیرے سوا تو پاک ہے

اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ - بیشک میں ہی ہوں ظالموں میں سے۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ - تو ہم نے دعا قبول کرلی اس کی

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۔ اور ہم نجات دی اسے غم سے
نَجّٰى يُنَجِّىْ ، تنْجِيَةٌ: نجات دینا (شدت یا تکرار کے مفہوم کے ساتھ) (II)

وَكَذٰلِكَ نُــْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ اور اسی طرح ہم نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو
اَنْجٰى يُنْجِىْ ، اِنْجَآءٌ: نجات دینا (IV)

اَنْجٰى میں عمل کے وقوع اور نتیجے پر زور؛ یعنی نجات دینا بطورِ واقعہ / انجام

نُــْجِى : یہ لفظ عام عربی املا کے لحاظ سے نُنْجِي لکھنا چاہیے تھا لیکن قرآن میں ایک نون کے ساتھ لکھا گیا ہے یہ رسمِ عثمانی (قرآنی املا - orthography) کا خاصہ ہے، جہاں بعض حروف ادغام یا تخفیف کے سبب حذف کردیے جاتے ہیں، مگر تلفظ میں باقی رہتے ہیں

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ - اور (یاد کیجئے) زکریا کو جب اس نے پکارا اپنے رب کو

رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا - اے میرے رب تو نہ چھوڑ مجھے اکیلا
وَذَرَ يَذِرُ ، وَذْرًا : چھوڑنا
فَرْدًا : اکیلا

وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ - اور تو بہتر ہے سب وارثوں سے۔

وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِدۡرِیۡسَ وَ ذَا الۡکِفۡلِ ؕ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۸۵﴾ۚۖ وَ اَدۡخَلۡنٰہُمۡ فِیۡ رَحۡمَتِنَا ؕ اِنَّہُمۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۸۶﴾ وَ ذَا النُّوۡنِ اِذۡ ذَّہَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ
اَنۡ لَّنۡ نَّقۡدِرَ عَلَیۡہِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ ٭ۖ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۸۷﴾ۚۖ فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ ۙ وَ نَجَّیۡنٰہُ مِنَ الۡغَمِّ ؕ وَ
کَذٰلِکَ نُـۨۡجِی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۸۸﴾ وَ زَکَرِیَّاۤ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗ رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ ﴿۸۹﴾ۚۖ

اور یہی نعمت اسماعیلؑ اور ادریسؑ اور ذوالکفلؑ کو دی کہ یہ سب صابر لوگ تھے۔ اور ان کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا کہ وہ صالحوں میں سے تھے
اور مچھلی والے کو بھی ہم نے نوازا یاد کرو جبکہ وہ بگڑ کر چلا گیا تھا اور سمجھا تھا کہ ہم اس پر گرفت نہ کریں گے آخر کو اُس نے تاریکیوں میں پکارا " نہیں ہے کوئی خدا مگر تو، پاک ہے تیری ذات، بے شک میں نے قصور کیا، تب ہم نے اس کی دُعا قبول کی اور غم سے اس کو نجات بخشی، اور اِسی طرح ہم مومنوں کو بچالیا کرتے ہیں - اور زکریّاؑ کو، جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ "اے پروردگار، مجھے اکیلا نہ چھوڑ، اور بہترین وارث تو تو ہی ہے"

And (We bestowed the same favor) upon Ishmael, Idris and Dhu al-Kifl, for they were all steadfast.
And We admitted them into Our mercy, for they were of the righteous. And We bestowed Our favor upon Dhu al-Nun. Recall, when he went forth enraged, thinking We have no power to take him to task. Eventually he cried out in the darkness:" There is no god but You. Glory be to You! I have done wrong." Thereupon We accepted his prayer and rescued him from grief. Thus, do We rescue the believers. And We bestowed favor upon Zechariah, when he cried to his Lord: "Lord! Leave me not solitary (without any issue). You are the Best Inheritor."

محمد اقبال

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ ٨٥ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ٨٦

صبر کے عنوان ۔ انبیائے کرام

- یہ تینوں انبیائے کرام بھی حضرت ایوب (علیہ السلام) کی طرح دیگر خصائل حمیدہ کے ساتھ ساتھ صبر میں بطور خاص امتیاز رکھتے تھے۔اس لیے حضرت ایوب (علیہ السلام) کے ذکر کے بعد ان کا ذکر کرکے فرمایا یہ سب صبر کرنے والوں یعنی مشکل سے مشکل حالات میں ثابت قدم رہنے والوں میں سے تھے۔
- حضرت اسماعیل اور حضرت ادریس (علیہما السلام) پ کا ذکر سورۃ مریم کی آیات 54-57 میں گذر چکا (پارٹ 4)
- ذوالکفل، ان بزرگ کا نام نہیں بلکہ لقب ہے۔ قرآن مجید میں دو جگہ ان کا ذکر آیا ہے اور دونوں جگہ ان کو اسی لقب سے یاد کیا گیا ہے، نام نہیں لیا گیا۔ ان کے بارے میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں
- بعض نے انہیں الیاسؑ، الیسعؑ، یوشعؑ یا ایوبؑ کے بیٹے بتایا ہے۔کچھ علما کے نزدیک وہ حضرت حزقی ایلؑ (Ezekiel) ہیں، جو بابل کی اسیری کے زمانے میں نبی بنائے گئے۔انہوں نے دریائے خابور کے کنارے قید بنی اسرائیل کو نصیحت و تسلی دی۔وہ سخت حالات میں بھی صبر، عزم اور تبلیغ میں ثابت قدم رہے۔اسی صبر و استقامت کے سبب وہ ذوالکفل" ۔یعنی اجر و فضل کے لحاظ سے صاحبِ نصیب کہلائے
- جس طرح قرآن کریم نے ان کا ذکر کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے اور صبر ان کا خصوصی اور امتیازی وصف تھا۔

وَ ذَاالنُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَ
زَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾

حضرت یونس (علیہ السلام) کی سرگزشت

- حضرت یونس (علیہ السلام) کا قرآن میں کہیں نام لیا گیا ہے اور کہیں "ذوالنون" اور "صاحب الحوت" یعنی "مچھلی والے" کے القاب سے یاد کیا گیا ہے۔ مچھلی والا انھیں اس لیے نہیں کہا گیا کہ وہ مچھلیاں پکڑتے یا بیچتے تھے، بلکہ اس بنا پر کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے ایک مچھلی نے ان کو نگل لیا تھا
- حضرت یونسؑ کو اللہ نے نینوا (موصل کے قریب) کی بستی کی طرف رسول بنا کر بھیجا، جہاں تقریباً ایک لاکھ سے زائد لوگ آباد تھے۔ انہوں نے طویل عرصے تک قوم کو توحید اور توبہ کی دعوت دی مگر کسی نے قبول نہ کیا۔ قوم کی مسلسل ضد اور انکار سے وہ سخت دل گرفتہ اور برہم ہو گئے۔ انہیں محسوس ہوا کہ قوم پر اتمامِ حجت ہو چکا ہے اور مزید وعظ بے فائدہ ہے۔ آخرکار وہ غم و ناراضی کے عالم میں نینوا کو چھوڑ کر نکل گئے، یہ جانے بغیر کہ اللہ نے ابھی انہیں اجازت نہیں دی تھی۔
- حضرت یونسؑ نینوا سے نکل کر ایک کشتی میں سوار ہوئے جو طوفان میں گھر گئی۔ ملاحوں نے قرعہ اندازی سے "بھاگا ہوا غلام" تلاش کرنے کا فیصلہ کیا اور قرعہ حضرت یونسؑ کے نام نکلا۔ وہ سمجھ گئے کہ وہی اللہ کے حکم کے بغیر نکلے تھے، لہٰذا سمندر میں کود پڑے۔ اللہ کے حکم سے ایک بڑی مچھلی نے انہیں نگل لیا مگر نقصان نہ پہنچایا۔ مچھلی کے پیٹ کی گہری تاریکیوں میں انہوں نے دعاِ یونس دل سے پڑھی "لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ"۔ اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور مچھلی نے انہیں ساحل پر اُگل دیا، جہاں کدو کی بیل کے سائے میں ان کی بحالی کا انتظام تھا۔ پھر انہیں دوبارہ نینوا واپس جانے کا حکم ہوا، جہاں قوم پہلے ہی توبہ کر چکی تھی۔ بادشاہ و عوام سب اللہ کے حضور جھک گئے اور ایمان و اصلاح کے ساتھ نئی زندگی شروع کی۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۞ وَالَّتِىْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۔تو ہم نے دعا قبول کر لی اس کی | اِسْتَجَاب يَسْتَجِيْبُ ، اِسْتِجَابَةٌ : دعا قبول کرنا (X)

وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى ۔ اور ہم نے عطا کیا اس کو یحیٰ | وَهَبَ يَهَبُ ، وَهْبًا : بخشنا، عطا کرنا

وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۔ اور ہم نے درست کر دیا اس کے لیے اس کی بیوی کو | اَصْلَحَ يُصْلِحُ ، اِصْلَاحًا: اصلاح کرنا (IV)

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ ۔ بیشک وہ جلدی کرتے تھے | (س ر ع) سَارَعَ يُسَارِعُ ، مُسَارَعَة : جلدی کرنا (III)

فِى الْخَيْرٰتِ ۔ نیکیوں میں

وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا ۔ اور پکارتے تھے ہمیں رغبت کرتے ہوئے | دَعَا يَدْعُوْ ، دَعْوَةٌ وَ دُعَآء : بلانا

وَّ رَهَبًا ۔ اور ڈرتے ہوئے | رهِب يرهَب ، رَهْبًا و رَهَبًا و رَهْبَةً و رُهْبًا: ڈرنا، خائف ہونا | ہیبت اور تعظیم کے ساتھ خوف

وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۔ اور تھے وہ ہمارے لیے عاجزی کرنے والے | خشَعَ يَخْشَع ، خُشوعًا: عاجزی کرنا

وَالَّتِىْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا ۔ اور (یاد کیجئے وہ عورت) جس نے حفاظت کی اپنی شرم گاہ کی

اَحْصَنَ يُحْصِنُ ، اِحْصَانًا : محفوظ رکھنا، حفاظت کرنا (IV) | فَرْج: شرم گاہ | فَرَج : راحت، کشادگی، غم کا خاتمہ

فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩١﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٩٢﴾ وَ تَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿٩٣﴾ ع

فَنَفَخْنَا فِيْهَا - تو ہم نے پھونکی اس میں

نَفَخَ يَنْفُخُ ، نَفْخًا : منہ سے پھونک مارنا، پھونکنا

مِنْ رُّوْحِنَا - اپنی روح میں سے

وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَآ - اور ہم نے بنایا اسے اور اس کے بیٹے کو

اِبْن: بیٹا

اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ - نشانی جہان والوں کے لیے۔

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ - بیشک یہ تمہاری امت (دین یا ملت)

اُمَّة : امت، ملت، قوم، جماعت

اُمَّةً وَّاحِدَةً - ایک ہی امت ہے

وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ - اور میں تمہارا رب ہوں سو میری ہی عبادت کرو

وَ تَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ - اور وہ متفرق ہو گئے اپنے معاملے میں اپنے درمیان

تَقَطَّعَ يَتَقَطَّعُ ، تَقَطُّعٌ (۷)
ٹکڑے ٹکڑے کرنا، متفرق ہونا

كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ - سب ہماری ہی طرف لوٹنے والے ہیں۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۫ وَ وَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَ
كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَ الَّتِىْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖۤ
اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ ۫ وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَ تَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾

پس ہم نے اس کی دُعا قبول کی اور اسے یحییٰ عطا کیا اور اس کی بیوی کو اس کے لیے درست کر دیا یہ لوگ نیکی کے کاموں میں دَوڑ دھوپ کرتے تھے اور ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے، اور ہمارے آگے جھکے ہوئے تھے، اور وہ خاتون جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تھی ہم نے اُس کے اندر اپنی روح سے پھونکا اور اُسے اور اُس کے بیٹے کو دنیا بھر کے لیے نشانی بنا دیا

یہ تمہاری امّت حقیقت میں ایک ہی امّت ہے اور میں تمہارا رب ہوں، پس تم میری عبادت کرو، مگر (یہ لوگوں کی کارستانی ہے کہ) انہوں نے آپس میں دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا سب کو ہماری طرف پلٹنا ہے

So We accepted his prayer and bestowed upon him John, and We made his wife fit (to bear a child). Verily they hastened in doing good works and called upon Us with longing and fear and humbled themselves to Us.
And also recall the woman who guarded her chastity: We breathed into her of Our spirit and made her and her son a Sign to the whole world. Verily this community of yours is a single community, and I am your Lord; so, worship Me -But they tore asunder their faith into many parts. But to Us they are bound to return.

محمد اقبال

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٨٩﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿٩٠﴾

حضرت زکریا (علیہ السلام) کی دعا کی قبولیت

- حضرت زکریاؑ نے نہایت بڑھاپے اور بے اولادی کے عالم میں، مایوس کن حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ سے اولاد کی دعا کی۔ ان کی فکر یہ تھی کہ ان کے بعد دین کی خدمت کا چراغ بجھ نہ جائے، کیونکہ ان کے اعزّا نااہل اور دین سے غافل تھے۔ انھوں نے اللہ سے عرض کیا کہ مجھے اپنے فضل سے بیٹا عطا فرما جو تیرے دین کا خادم بنے، تاکہ یہ سعادت میرے خاندان میں باقی رہے، اگرچہ تیرا دین کسی کا محتاج نہیں۔

- **حضرت زکریا (علیہ السلام) کی دعا کا مقصد** : حضرت زکریا کی دعا ایک اعلیٰ دینی مقصد کے لیے تھی، حضرت زکریاؑ نے دین کی خدمت کے لیے وارث مانگا، تو اللہ نے ان کی دعا قبول کرکے انہیں حضرت یحییٰؑ جیسا زاہد و پرہیزگار بیٹا عطا فرمایا، جو دنیا سے بے رغبت اور دین کے لیے وقف تھے۔ اللہ نے زکریاؑ کی بانجھ زوجہ کو بھی دوبارہ اولاد کے قابل بنا دیا۔ آخر میں ان کے ساتھیوں یا دیگر انبیاء کی صفات بیان ہوئیں کہ وہ نیکی میں سبقت کرتے، امید و خوف کے ہر حال میں اللہ کو پکارتے اور اسی کے حضور عاجزی اختیار کرتے تھے۔

- **حضرت مریمؑ کا ذکر** : یہاں ان عظیم شخصیتوں کا ذکر ہو رہا ہے جنھوں نے ہر طرح کے ناموافق حالات میں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا اور پھر اسی کو پکارا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے صبر اور استقامت کی لاج رکھی اور ان کی دُعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے ان کو کامیابی دی۔ انھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے اظہار اور اپنی ایک نشانی دکھانے کے لیے بہت بڑے امتحان میں ڈالا۔ نہایت نیک نام خاندان کی دختر نیک اختر ہوتے ہوئے کنوارپن میں انھیں بچے کی ماں بننے کی آزمائش میں مبتلا کیا۔ انھوں نے ہر طرح کے حالات میں جس طرح اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کی اور جس طرح اس عظیم ابتلا سے نہایت استقامت اور صبر کے ساتھ گزریں، اس پر اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے احسانات سے نوازا

اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمۡ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡنِ ﴿۹۲﴾ وَ تَقَطَّعُوۡۤا اَمۡرَهُمۡ بَيۡنَهُمۡ ؕ كُلٌّ اِلَيۡنَا رٰجِعُوۡنَ ﴿۹۳﴾

خلاصہ بحث

- اس آیت کریمہ میں تمام انسانوں سے فرمایا جارہا ہے کہ تم نے مذکورہ آیات میں جو مختلف انبیائے کرام کا تذکرہ پڑھا ہے اس سے ممکن ہے تمہیں یہ غلط فہمی ہو کہ ان میں سے ہر پیغمبر اپنی الگ امت کا بانی رہا ہے اور ہر پیغمبر نے اپنی امت کو ایک الگ دین سکھایا ہے۔ اس لحاظ سے دنیا میں جتنے مذاہب پائے جاتے ہیں ان کے اختلاف کا سبب در حقیقت مختلف انبیائے کرام ہیں
- اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ یہ جو دنیا میں مذاہب کے نام پر الگ الگ گروہ بنے ہیں اس کے بنانے والے گمراہ لوگ تھے۔ تمام انبیائے کرام ایک ہی دین کے داعی بن کر آئے تھے۔ سب نے توحید کی دعوت دی، سب نے آخرت میں جوابدہی سے خبردار کیا، سب نے اللہ تعالیٰ ہی کے احکام پہنچائے اور اسی کی نازل کردہ شریعت پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ ان کے عقائد اور اصول میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ بعض جزوی احکام میں اختلاف تھا جو حالات کے اختلاف کا نتیجہ تھا۔ چنانچہ آج بھی جو پیغمبر تشریف لائے ہیں یہ وہی دعوت پیش کررہے ہیں جو تمام انبیائے کرام کی دعوت تھی اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ میں تمہارا رب ہوں اس لیے تم صرف میری عبادت کرو، یعنی میرے احکام پر چلو، میرے سامنے سر جھکاؤ، مجھ سے امیدیں باندھو اور مجھ ہی سے خوف کھاؤ اور زندگی کے ہر معاملے میں میری ہی شریعت کے فیصلے قبول کرو۔
- بعض اہل علم نے امت کا معنی دین کیا ہے۔ اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بات ایک ہی ہے کہ تمہارا دین ایک ہی دین ہے اور اس کی بنیاد وحدت رب اور وحدت اب پر ہے۔ مجھے ایک مانو، میری توحید کو دستور العمل بناؤ اور میری ہی عبادت کرو۔

اضافی مواد

Reference Material

لوہے کا دور اور داؤد علیہ السلام

- تاریخی اعتبار سے لوہے کا دور (Iron Age) تقریباً 1200 قبل مسیح میں شروع ہوا، اور زیادہ تر محققین کے مطابق حضرت داؤدؑ اسی عہد کے پیغمبر (اور بادشاہ) تھے، جن کا زمانہ تقریباً 1000 قبل مسیح کے آس پاس ہے۔ اس سے پہلے انسان پیتل (Bronze) استعمال کرتا تھا، جو نرم اور کم پائیدار تھا۔ لوہے کے استعمال نے زراعت، صنعت، اور عسکری قوت میں انقلابی تبدیلی پیدا کی۔
- آج کے آثارِ قدیمہ (archaeology) کے شواہد، مثلاً Tel Danاور Hazor کے مقامات سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت مشرقِ وسطیٰ میں Iron Metallurgy اپنی ابتدائی انتہا کو پہنچی، یعنی قرآن کا بیان تاریخی وسائنسی لحاظ سے بالکل ہم آہنگ ہے
- داؤد علیہ السلام لوہے کو ہاتھوں سے موڑنے اور ڈھالنے پر قادر تھے، یعنی دھات ان کے لیے نرم کر دی گئ تھی۔ یہ صرف ایک سائنسی معجزہ نہیں بلکہ الٰہی تائید کی علامت تھی کہ اللہ نے ان کے ذریعے بنی اسرائیل کو ایک منظّم اور طاقتور امت میں تبدیل کیا۔
- حضرت داؤدؑ نے اس الٰہی نعمت کو استعمال کرتے ہوئے زرہیں (armor, chain mail) تیار کیں، جو اُس وقت ایک نئ اور فیصلہ کن ایجاد تھی۔ پہلے سپاہی صرف سخت دھات کی تختیاں پہنتے تھے جو بھاری اور غیر لچکدار ہوتی تھیں، لیکن حضرت داؤدؑ کی زرہ ہلکی، جوڑ دار اور جسم کے مطابق ڈھالی جاتی تھی۔ یہ ایجاد دفاعی جنگوں میں ایک گیم چینجر ثابت ہوئی۔ سپاہی زیادہ چالاکی اور لچک کے ساتھ لڑ سکتے تھے، جبکہ جسم دشمن کے وار سے محفوظ رہتا۔
- حضرت داؤدؑ نے لوہے کو صرف جنگ کے لیے نہیں، بلکہ نظمِ اجتماعی اور صنعتی ترقی کے لیے بھی استعمال کیا۔ان کے دور میں اسلحہ سازی، تعمیرات اور کاریگری میں نمایاں ترقی ہوئی، اور یہی وہ زمانہ تھا جب بنی اسرائیل ایک طاقتور سیاسی اور عسکری قوت کے طور پر ابھرے۔

لوہے کی ایجاد - ایک عظیم سائنسی و عسکری انقلاب کا پیش خیمہ

- حضرت داؤد علیہ السلام کے دور میں لوہے کے استعمال نے زراعت، صنعت، اور عسکری قوت میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کیں جنہوں نے معاشرت کی ترقی کی رفتار کو تیز کیا
- **زراعت میں**: لوہے کے آلے مثلاً ہل اور کھرپے نے زمین کی کھدائی، بوائی، اور فصل کی دیکھ بھال میں سہولت دی، جس سے زرعی پیداوار میں اضافہ ہوا۔ یہ آلے کھیتوں کو زیادہ موثر اور کم وقت میں کام کرنے کی صلاحیت دیتے ہیں، مہارت اور محنت کی شدت کو کم کرتے ہیں۔
- **صنعت میں**: لوہے کی دریافت اور استعمال سے صنعتی مواقع بڑھ گئے۔ اوزار بنانا، تعمیرات میں بہتر مواد کا استعمال، اور دوسرے دھاتوں کے مقابلے میں زیادہ مضبوط اور پائیدار مصنوعات تیار ہو سکیں۔ اس سے معاشی ترقی اور تجارتی سرگرمیوں کو فروغ ملا۔
- **عسکری قوت میں**: لوہے سے تلواریں، ہتھوڑے، نیزے، زرہ بکتر اور دیگر ہتھیار تیار ہوئے جنہوں نے جنگی کا نقشہ ہی بدل دیا۔ لوہے کی عسکری افادیت نے اقوام کو مضبوط کیا اور فوجی تکنیک میں انقلاب لایا۔

اگرچہ لوہے کے ہتھیار جنگی مقاصد کے لیے استعمال ہوئے، لیکن یہ انسانی سوسائٹی کے لیے ترقی اور استحکام کا بھی ذریعہ بنا۔ ایک مضبوط اور جدید ہتھیاروں سے لیس فوج نے دشمنوں کو حملے سے باز رکھا، جس سے معاشرے میں امن و امان قائم ہوا۔ امن سے اقتصادی اور سماجی ترقی کی راہیں کھلیں۔ لوہے کے اوزاروں سے پہاڑ تراش کر سڑکیں بنانا اور نہری نظام تعمیر کرنا ممکن ہوا

لوہے کی ایجاد - ایک عظیم سائنسی و عسکری انقلاب کا پیش خیمہ

- لوہے کا استعمال شروع کرنے کو ۳ ہزار برس سے زائد گزر جانے کے باوجود آج اکیسویں صدی کی جدید تہذیب میں بھی لوہا اور اس سے بننے والا فولاد (Steel) کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے
- آج کے دور میں بلند بالا عمارتیں، پل، سڑکیں، ٹنل سب کچھ سٹیل کے بغیر ناممکن ہیں
- ٹرانسپورٹیشن، موٹر گاڑیاں، برقی مشینری، اور مشینری کی صنعت میں لوہے اور سٹیل کا وسیع استعمال۔ جس کے بغیر آج کی دور کی ترقی کا کوئی تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔
- نقل و حمل کے ذرائع : میں کاروں، جہازوں، ریل گاڑیوں اور بحری جہازوں کا ڈھانچہ سٹیل (لوہے) سے بنا ہے۔
- صنعت میں : تمام بھاری مشینری، فیکٹریوں کے پلانٹس اور آلات سب سٹیل کے بنتے ہیں
- توانائی کی شعبے میں : ونڈ ٹربائنز، تیل اور گیس کے پائپ لائنز، پاور پلانٹس اور تیل صاف کرنے کے کارخانے (Refineries) سب سٹیل سے بنتے ہیں یا اس پر انحصار کرتے ہیں
- روزمرہ کی زندگی: ہمارے گھروں کے فرنیچر، باورچی خانے کے برتن، اور بے شمار چھوٹے بڑے آلات سب میں سٹیل موجود ہے

حضرت داؤد علیہ السلام کا دور لوہے کی ایجاد کے ساتھ انسانی تاریخ کا ایک اہم موڑ تھا، جس نے جنگ اور ترقی دونوں کے دھارے بدل دیے۔ آج بھی یہ دھات ہماری جدید تہذیب کی بنیاد ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے زمین میں پائے جانے والے وسائل کو ان کی ترقی کے لیے مسخر کر دیا ہے۔

تہذیبی ترقی میں انبیاء علیہ السلام کا کردار - (The Prophetic Role in Human Civilization and Innovation)

- انسانی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ انسان ہمیشہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے زمین و فضا، پانی و ہوا، اور دھات و مٹی میں چھپے وسائل کو دریافت کرتا آیا ہے
- مگر ہر دور میں کچھ ایسے فیصلہ کن موڑ (turning points) آئے ہیں جنہوں نے انسانی تہذیب کا رخ بدل دیا، یہ وہ ایجادات یا انکشافات تھے جنہیں آج ہم "Groundbreaking innovations " یا انقلاب آفریں خیالات کہتے ہیں
- قرآنِ کریم نے ان میں سے کئی کا ذکر کیا ہے تاکہ واضح ہو کہ علم، تحقیق، اور ایجادات نہ صرف مباح ہیں بلکہ اسلامی عبادت کا ایک حصہ ہیں، بشرطیکہ ان کا مقصد انسانیت کی خدمت اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ہو۔
- انسان کی حاجات پوری کرنے کے لیے قدرتی وسائل کی دریافت اور ایجادات میں انبیاء علیہ السلام نے بھی ایک اہم کردار ادا کیا جن کی بنیاد پر تہذیبیں استوار ہوئیں (اگرچہ انبیاء علیہ السلام کی آمد کا بنیادی مقصد لوگوں کی ہدایت کی طرف بلانا تھا)

انبیاء کا تہذیبی کردار:

- حضرت آدم علیہ السلام- علم الاسماء/علم و تعلیم- (علم کے تمام شعبوں) کی تعلیم اور فکر ودانش کی بنیاد رکھی۔ "وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا" (البقرہ: 31) یعنی چیزوں کی پہچان، درجہ بندی اور نام رکھنے کا عمل - جو آج کے سائنسی علم و مشاہدے کی بنیاد ہے - یہ انسانی تہذیب کی پہلی اینٹ تھی۔ یہی صلاحیت انسان کو علمی تفوق (intellectual superiority) عطا کرتی ہے۔

تہذیبی ترقی میں انبیاء علیہ السلام کا کردار - (The Prophetic Role in Human Civilization and Innovation)

- حضرت ادریس علیہ السلام - تحریر و حساب کے موجد - حضرت ادریسؑ کا ذکر قرآن میں نیک، صادق اور بلند درجے والے نبی کے طور پر ہوا ہے، اسلامی مؤرخین اور محدثین و مفسرین آپ کو کو پہلی تحریر (لکھائی) کا موجد س مانتے ہیں، آپؑ نے نے تحریر (writing)، حساب (calculation) اور درزی گری (tailoring) کی بنیاد رکھی۔ لکھنے کی دریافت نے انسانی یادداشت کو محفوظ کرنا، علم کا منتقل ہونا، اور تہذیبوں کے قیام میں بنیادی کردار ادا کیا۔

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ أوّلُ مَن خطَّ بالقلمِ إدريسُ یعنی سب سے پہلے قلم کے ذریعے لکھنے والے حضرت ادریسؑ تھے)

- حضرت نوح علیہ السلام - بحری ٹیکنالوجی کی بنیاد- نوح علیہ السلام نے اللہ کی ہدایت سے بڑی کشتی بنائی، جو انسانی تاریخ میں وسیع پیمانے پر سمندری سفر کے لیے بنیاد بنی (وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا ہود: 37) یہ انسانی تاریخ کا پہلا واضح ریکارڈ ہے کہ انسان نے منظّم جہاز سازی (shipbuilding) کی۔ یہ ایک انقلابی دریافت تھی جس نے آبی سفر (marine navigation) کی راہ ہموار کی، جو بعد میں تجارت، معیشت اور بین الاقوامی تعلقات کی بنیاد بنی اور نسبتاً بڑے جہازوں کے ذریعے جہاز رانی کو ممکن بنایا۔

- حضرت یوسف علیہ السلام - معاشی نظم و انتظام کے موجد- یوسف علیہ السلام نے انتظامی مہارتوں اور انسانی وسائل کے تحفظ کے اصول وضع کیے، قحط کے زمانے میں زرعی و معاشی منصوبہ بندی (economic planning) کا نظام قائم کیا، یہ تاریخ کا پہلا ریکارڈ شدہ resource management model تھا ، جس میں منصوبہ بندی(Strategic Planning (Economic &، ذخیرہ اندوزی (Stockpiling)، انسانی وسائل کا نظم (Human Resource Management)، اور بحران کے دوران خوراک کی تقسیم (Crisis-time Policies/ Food Security)کے اصول وضع کیے۔

تہذیبی ترقی میں انبیاء علیہ السلام کا کردار - (The Prophetic Role in Human Civilization and Innovation)

- حضرت داؤد علیہ السلام - صنعتی و عسکری انقلاب- اللہ نے داؤدؑ کے لیے لوہا نرم کر دیا (وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ)۔ لوہے کے استعمال کی شروعات داؤد علیہ السلام کے دور میں ہوئی، یہ ایجاد انسانی تاریخ میں Iron Age Revolution کی علامت تھی ، جو دفاع، صنعت، زراعت اور تعمیر میں ایک انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

- حضرت سلیمان علیہ السلام - انجینئرنگ اور ہوائی و بحری قوت –آپ نے عظیم الشان تعمیرات، انتظامیہ اور مواصلات کا بے مثال نظام قائم کیا۔ (وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ)۔ یہ اشارہ ہے آپ نے جونیویگیشن، تجارت، اور تعمیرات میں ہوا کی طاقت کو استعمال کیا۔ آپ جنوں سے محلات اور تعمیرات بناتے تھے ،یہ تعمیراتی انجینئرنگ (architectural engineering) کی ترقی کی علامت ہے۔ جسے انسانوں نے بعد میں سیکھ کر اپنایا اور انسانی تمدن کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا

- حضرت ذوالقرنین- دفاعی انجینئرنگ اور عالمی نظم –آپ نبی نہ تھے لیکن آپ کا ذکر قرآن میں ایک عادل، منصف اور صالح حکمران کے طور پر آیا ہے جنہوں نے یاجوج ماجوج (کی وحشی اقوم)کے خلاف ایک مضبوط لوہے کی دیوار تعمیر کی اور لوگوں کو ان کے وحشت و بربریت سے محفوظ کیا۔ یہ انسانی تاریخ میں دھاتیات (Metallurgy) کے بڑے پیمانے پر استعمال کی پہلی مثال ہے جسے ایک تہذیبی سنگِ میل سمجھا جا سکتا ہے، اور جو حیرت انگیز طور پر درست سائنسی انداز میں انجام دیا گیا۔ یعنی ایک دھات پر دسری دھات کو چڑھایا گیا تاکہ تاکہ وہ زیادہ مضبوط اور پائیدار ہو جائے جسے آج کل metal layering یا metal alloying کہا جاتا ہے - یہ بصیرت، انجینئرنگ مہارت، اور تمدنی خدمت کا بہترین مرقع ہے

اسلام کا تصورِ علم و ترقی (انبیاء کی وراثت سے جدید تہذیب تک)

اسلام کا نقطہ نظر

- قرآن و احادیث کی ان چند مثالوں میں انبیاء کے ذریعے ہونے والی علمی و تکنیکی ترقی کو اس لیے بیان کیا ہے تاکہ یہ حقیقت واضح ہو کہ انبیاء علیہم السلام نے نہ صرف روحانی و اخلاقی رہنمائی کی بلکہ سائنسی، معاشی اور تمدنی بنیادیں بھی رکھیں (اگرچہ ان کی آمد کا بنیادی مقصد انسانیت کی ہدایت تھی)
- انسانی تہذیب میں شامل چیزیں (مثلاً جہاز سازی، تحریر، زراعت، معیشت، صنعت، دفاع، انجینئرنگ، حکمرانی اور اخلاق) سب دراصل ایک ہی الٰہی پیغام کی مختلف تجلیات ہیں (عَلَّمَ الإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ - العلق، اللہ نے انسان کو وہ سب سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا)
- اسلامی فکر میں علم و ایجاد ایک عبادت ہے، اگر وہ انسانیت کے مفاد میں ہو، عدل و خیر پر مبنی ہو، اور غرور و فساد کے بجائے شکر و خدمت کے جذبے سے کی جائے۔
- اسلام کا تصور علم ہر گز انفرادی مفاد کا حامی نہیں۔ جو علم یا ایجاد انسانیت کے لیے مفید ہو، اسے چھپانا خیانت کے مترادف ہے
- علم و ایجادات کا اصل مقصد انسان کی فلاح، عدل، اور زندگی کو آسان بنانا ہے، نہ کہ ظلم، استحصال یا تباہی پھیلانا۔ جب علم/ٹیکنالوجی اخلاق سے جدا ہو جائے تو ترقی بھی فساد میں بدل جاتی ہے اور انسانیت کے لیے تباہی لاتی ہے
- اسلام کا یہ جامع تصورِ ترقی آج کے دور میں بھی انسانیت کے لیے راہنما اصول فراہم کرتا ہے، جہاں سائنس و ٹیکنالوجی کے حیرت انگیز کارنامے اخلاقی قدروں کے بغیر تباہی کا سبب بن رہے ہیں